حضرت مولانا ابو محمد عبد الستار الحماد

تحقیق و تنقید

حدیثِ عمامہ

جون ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں "عمامہ اور اتباعِ سُنّت" کے عنوان سے جناب سمیع اللہ صاحب کا ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ انہوں نے دو روایات ایسی پیش کی ہیں جو "محدث" کے محدثانہ طرزِ عمل اور روایات کے سلسلہ میں اس کے حزم و احتیاط کے خلاف، نیز محدثین کے معیارِ صحت پر پوری نہیں اترتیں۔ ادارہ محدث سے دیرینہ تعلق اور وابستگی کی بناء پر، اس سلسلہ میں چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں ——— والسلام

(الحماد)

عمامہ یعنی پگڑی کے متعلق جو حدیث بیان کی گئی ہے، وہ اس طرح ہے:

"عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ!"

محدث طبرانی نے حضرت ابن عمرؓ اور علامہ بیہقی نے عبادۃ بن الصامتؓ سے ان الفاظ کو نقل کیا ہے۔ لیکن دونوں سندیں انتہائی کمزور ہیں۔

۱۔ محدث طبرانی کی سند یوں ہے:

"مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا۔"

(طبرانی ۳/۲۰۱/۱)

اس سند کے پہلے راوی محمد بن الفرج مصری ہیں۔ جن کے متعلق علامہ ذہبی

فرماتے ہیں کہ :

"اَتٰی بِخَبَرٍ مُنْکَرٍ" (میزان الاعتدال ص ۴ ج ۴)

"یہ صاحب منکر حدیث لاتے ہیں!"

اور اس کے بعد مذکورہ منکر حدیث کو بیان کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے بھی "لسان المیزان" میں اسی طرح بیان کیا ہے ـــــ واضح رہے کہ ایک روایت کے بیان کرتے ہیں اگر کمزور راوی، ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو کمزور راوی کی بیان کردہ روایت کو حدیثِ منکر کہتے ہیں۔

۲۔ یہ سند، جو حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے ہے اور جسے بیہقی کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے، ابنِ عدی نے کتاب الضعفاء میں یوں بیان کی ہے :

یَعْقُوْبُ بْنُ کَعْبٍ ثَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ ۔ الخ!"

اس سند کے پہلے راوی یعقوب بن کعب گو ثقہ ہیں (اور محمد بن الفرج مجہول راوی نے ان کی مخالفت کی ہے اور اسی لیے محمد بن الفرج کی بیان کردہ روایت حدیث منکر ہے) تاہم اس سند کے ایک دوسرے راوی احوص بن حکیم، ضبط اور حافظہ کے لحاظ سے محدثین کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔ چنانچہ ان کے متعلق علامہ عراقی اپنی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں :

"اَلْاَحْوَصُ ضَعِیْفٌ"

"احوص ضعیف ہیں!"

اور علامہ سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" میں اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ جبکہ علامہ البانی تعلیق مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں :

"وَاِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ" (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۳۴۱، کتاب اللباس)

یعنی "اس کی سند کمزور ہے!"

علاوہ ازیں "سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ" میں اسے منکر لکھا ہے۔ اور ہماری بیان کردہ تحقیق کا بیشتر اسی سے ماخوذ ہے۔ (ملاحظہ ہو جلد دوم حدیث نمبر ۶۶۹)

علامہ سخاوی تو یوں فرماتے ہیں کہ :

"پگڑی کی فضیلت کے متعلق جتنی بھی احادیث آئی ہیں، وہ سب ضعیف ہیں۔"

واضح رہے کہ فضائلِ اعمال میں جو بعض اہلِ حدیث حضرات، حدیثِ ضعیف پر عمل کو درست سمجھتے ہیں، ہمیں اس سے بھی اختلاف ہے۔ تاہم اس پر سیر حاصل گفتگو کسی دوسرے موقع پر اُٹھا رکھتے ہیں۔

مضمون نگار نے اپنے خیال کے مطابق پہلے اس عمامہ کو بھولی بسری سُنّت قرار دیا ہے، پھر اس مُردہ سنّت کو زندہ کرنے کی فضیلت میں جو حدیث بیان فرمائی ہے، وہ پہلی مذکورہ حدیث سے بھی گئی گزری ہے تاہم جسے اکثر ہم مسلک دوست اپنی تحریر و تقریر میں کثرت سے بیان کرتے ہیں —— چنانچہ عرصہ ہوا "جمعیت اہل حدیث لاہور" کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں" شائع ہوا تھا۔ جس کی پیشانی پر یہ لکھا تھا کہ :

"مردہ سنّت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے!"

ہم نے اس حدیث، جس کا یہ ترجمہ ہے کے حوالہ اور اس کی صحت کے متعلق سوال لکھ کر روانہ کیا لیکن ابھی تک جواب ندارد! —— اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔"

مضمون نگار سمیع اللہ صاحب نے اسے بحوالہ کتاب الزہد للبیہقی حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ کتاب میں یہ حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے۔ اس کے علاوہ ابنِ عدی نے الکامل میں بھی اس روایت کو حضرت ابنِ عباسؓ سے بیان کیا ہے۔ اس کی سند میں الحسن بن قتیبہ الخزاعی ہیں، جن کے متعلق ابنِ عدی فرماتے ہیں :

"أَرْجُوْ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ"

"مجھے امید ہے کہ اس کے متعلق کوئی حرج نہیں۔"

لیکن دوسرے اہلِ فن نے ابنِ عدی سے اتفاق نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ۱/ ۵۱۹ میں فرماتے ہیں :

"ھَالِكٌ"۔

دارقطنی لکھتے ہیں: "مَتْرُوكُ الْحَدِيْثِ"

ابو حاتم کہتے ہیں: "ضَعِيفٌ"

ازدی کا کہنا ہے "وَاهِي الْحَدِيْثِ"

علامہ عقیلی فرماتے ہیں: "كَثِيْرُ الْوَهْمِ"

—— لسان المیزان میں بھی اسی طرح ہے۔ (ملاحظہ ہو ۲/۲۴۶)

اس کے علاوہ حسن بن قتیبہ کے استاد عبدالخالق بن المنذر بھی غیر معروف ہیں۔ لہٰذا یہ سند انتہائی کمزور اور ناقابلِ حجت ہے۔

حافظ ابو نعیم نے بحوالہ طبرانی حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت بایں الفاظ بیان کی ہے:

"اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ"

(حلیۃ الاولیاء ۸/۲۰۰)

یعنی "فسادِ اُمت کے وقت میری سنّت پر عمل پیرا ہونے والے کو ایک شہید کا ثواب ملے گا (سو شہید کا نہیں)"۔

روایت بیان کرنے کے بعد حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں:

"غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَطَاءٍ"

اس کی سند میں بھی ایک راوی محمد بن صالح العذری غیر معروف ہیں۔ جیسا کہ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

"فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ وَلَمْ اَرَ مَنْ تَرْجَمَهٗ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهٖ ثِقَاتٌ"۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۷۲)

اس کے علاوہ ایک راوی عبدالعزیز بن رواد ہیں۔ ان میں بھی ضعف پایا جاتا ہے

علامہ المنذری اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"لَا بَأْسَ بِهٖ"۔ (الترغیب والترہیب ۱/۸۰)

لیکن منذری کا یہ تبصرہ تصریحات بالا کے مقابلہ میں کچھ وزن نہیں رکھتا۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" حدیث نمبر ۳۲۶ اور ۳۲۷۔ نیز مشکوٰۃ المصابیح بتعلیق الشیخ البانی حدیث نمبر ۱۷۶ کتاب الایمان